قال رسول الله

صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم

درة التاج الانور
فی
اذان عند المنبر

تصنیف لطیف

جامع الفضائل قامع الرذائل عالم محقق فاضل مدقق حامی سنت ماحی بدعت
فقیہ امجد محدث ارشد جناب مولنا ابو الفضل اولانا مولوی ابو الامجد
محمد عبد العلیم صاحب تمت فیوضاتہم وعمت سکنة المشارق والمغارب

باہتمام خاکسار محمد احسین مالک ومہتمم مطبع ابن جناب حاجی محمد عبد الرشید صاحب ہاشمی وتاجر کتب کلکتہ

غوثیہ پریس غازی پور میں چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً علی رسولہ سیدنا و مولانا محمد والہ واصحابہ واولیاء
امتہ و متبعہم اجمعین یہ بات سنکر بہت سے لوگون کو تعجب ہوگا کہ جو امر خیر القرون سے
ابتک جاری اور متوارث چلا آتا ہی۔ اس زمانہ پر آشوب مین اب اُسکے برعکس عمل درآمد کیا جانے
لگا ہی۔ اگرچہ ہم اس قسم کا الزام عموماً حضرات غیر مقلدین کو دیا کرتے تھے مگر افسوس کہ ہمارے ہم مذ
و ہم عقیدہ لوگ بھی بعض اوقات ایسی باتین کر گذرتے ہین کہ سوائے افسوس اور کچھ نہین۔

یہ بات ایک مانا جاتا ہی کہ مذہب مہذب حنفیہ کثرہم اللہ تعالیٰ مین اذان ثانی جمعہ کی
اندرون مسجد قریب منبر۔ روبرو خطیب کے دیجاتی ہی۔ اور مدتہائے دراز سے اسی پر
عمل چلا آتا ہی۔ اور جمہور کا اسی پر اتفاق ہی۔ اگرچہ تمام کتب فقہ مین صاف طور پر اذان کے
قریب منبر ہونیکی تصریح ہی۔ مگر افسوس کہ بعض لوگون نے کتابونکی سلیس اور واضح عبارتون کو
بنظر تعمق غور نہین فرمایا ورنہ اسقدر دہوکا نہ کہاتے۔ لہذا یہ ضرور ہوا کہ اس مسئلہ کی کافی طور پر
چھان بین ہو کر ایسے شکوک کا ازالہ کر دیا جائے اور جو امر متحقق ہو اُسکی پابندی کیجائے
مین سمجھتا ہون کہ ہر ایک وہ مسلمان جسکے دل مین ذرہ برابر بھی نور ایمان ہوگا وہ اس امر کو کبھی گوارا
نہ کریگا کہ اُسکے سامنے احادیث رسول اور اقوال فقہاء کرام اور معمولات بزرگان دین پیش
کئے جائین اور وہ اوسے قبول نہ کرے مجھے اس موقع پر یہ بھی بتادینا ضروری ہی کہ اس
امر کی تحریک کیونکر ہوئی اور اسکی بنیاد کس اصول پر مبنی ہے

جبلپور میں الحمد للہ کہ جماعت احناف بہت کثیر ہی - اور بفضل الٰہی سے تمام مقلدان امام اپنے بزرگان دین و ائمہ معتمدین کے قدم بقدم چلے جاتے ہیں - گرچند دنوں سے ہمارے دوست مولوی حافظ محمد عبد السلام صاحب حنفی جبلپوری نے - اذان ثانی جمعہ کی باہر جاری کردی ہی اور کچھ اسپر اکتفا نہیں کی بلکہ کوشش کے اور بھی حضرات مقلدین پر اس امر کا زور ڈالا کہ وہ بھی اونہیں کی طرح نئے خیال کے پابند ہو جائیں - مگر سنت الخلفاء الراشدین کے دلدادوں نے جناب مولوی صاحب کا کہنا نہ مانا اور اپنے یہاں سلسلہ قدیمانہ یعنی اذان اندرون مسجد ہی قائم رکھا - مولوی صاحب ممدوح کی رائے کے خلاف چونکہ یہ امر تھا اسلئے اونہوں نے بارہ سوالات ترتیب دیے اور شہر کے لائق مولوی محمد امان اللہ صاحب سنی حنفی مدظلہ العالی کی خدمت میں اپنے برادر خرد حافظ عبد الشکور صاحب پارچہ فروش کے نام سے اعتراضاً واستفاداً پیش کیے چنانچہ مولوی صاحب ممدوح الاوصاف کے صاحبزادہ بلند خیال دقیقہ بین جناب مولنا مولوی حکیم محمد امین اللہ صاحب سوداگر و پیش امام مسجد چراغ علیشاہ نے نہایت عمدگی و شائستگی سے اوسکے جوابات دیے مگر افسوس کہ مولوی محمد عبد السلام صاحب کی اوس سے پوری تسکین و تشفی نہ ہوئی - آخر سوالات بجنسہ ہندوستان کے مشہور عالم جلیل فاضل جلیل مولنا و بالفضل اولنا حضرت ابو الامجد محمد عبد العلیم صاحب حنفی مدظلہ العالی کی خدمت اقدس میں روانہ کیے گئے اور اس امر کی درخواست کی گئی کہ وہ انصافاً اس مسئلہ کی تحقیق کر کے جوابات تحریر فرمائیں تاکہ حجت قطع ہو اور امر حق آفتاب کی طرح روشن ہو جائے

مجھے یہ دیکھکر حد درجہ خوشی حاصل ہوئی کہ مولانائے موصوف جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزا نے نہایت ہی تحقیق اور کمال تدقیق سے ایسا مدلل اور مفصل جواب لکھا ہی کہ اگر ہمارے مولوی صاحب کے دلمیں ذرا بھی انصاف ہوگا تو ضرور اپنے خیال سے رجوع فرمائینگے - اور آئندہ ایسی فضول تحدی اور ضد پر مبادرت نہ کرینگے جو اونکی شان کے بالکل خلاف ہی

قبل اسکے کہ میں اول مولوی محمد عبد السلام صاحب کے سوالات اور اوسپر جو ہمارے دوران ...

زبان مولانا مولوی محمد عبد العلیم صاحب مدظلہ العالی نے جوابات رقم فرمائے ہین نقل کرون یہ مناسب
معلوم ہوتا ہی کہ پہلے خود مولوی عبد السلام صاحب کے اُستاد و پیر مرشد اعلیحضرت عظیم البرکۃ مولانا مولوی
قاری حاجی **احمد رضا** خانصاحب بریلوی مدظلہ العالی کی وہ **رائے** تحریر کرون جو اونہون نے
اپنے ایک رسالہ مین **امور متوارثہ** پر نہایت قابلیت کیساتھ تحریر فرمائی ہی چنانچہ وہ لکھتے ہین کہ

"جو بات مسلمانون مین متوارث ہو بے اصل نہین ہوسکتی - امام محقق علی الاطلاق فتح
مین فرماتے ہین انہ المتوارث ومثلہ لا یطلب فیہ سند بخصوصہ و متوارث ہی اور ایسی چیز
کیلئے کوئی خاص سند درکار نہین ہوتی محقق علائی دمشقی شرح تنویر مین فرماتے ہین ان المسلمین
توارثوہ فوجب اتباعہم بیشک یہ امر مسلمانون مین متوارث ہی تو اونکا اتباع ضرور ہوا حدیث
مین ہی حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہین خالقوا الناس باخلاقھم لوگون سے وہ برتاؤ
کرو جسکے وہ عادی ہورہے ہین اخرجہ الحاکم وقال صحیح علی شرط الشیخین یہ حدیث عسکری
نے کتاب الامثال مین یون روایت کی خالطوا الناس باخلاقھم لوگون کے ساتھ اونکی عادتون
سے میل کرو ولہذا ائمہ دین ارشاد فرماتے ہین لوگونمین جو امر رائج ہو جبتک اوس سے صریح نہی
ثابت نہ ہو ہرگز اوسمین خلاف نہ کیا جائے بلکہ اونہین کی عادات و اخلاق کیساتھ اونسے برتنا چاہیے
شریعت مطہرہ سُنی مسلمانونمین میل پسند فرماتی ہی اور اونکو بھڑکانا نفرت دلانا اپنا مخالف
بنانا ناجائز رکھتی ہی بے ضرورت تامہ لوگونکی راہ سے الگ چلنا سخت احمق جاہل کا کام ہی -
امام حجۃ الاسلام قدس سرہ احیاء العلوم مین فرماتے ہین الموافقۃ فی ہذہ الامور من حسن الصحبۃ
والعشرۃ اذ المخالفۃ موحشۃ ولکل قوم رسم ولا بد من مخالقۃ الناس باخلاقھم کما ورد
فی الخبر لا سیما اذا کانت اخلاقا فیہا حسن العشرۃ والمجاملۃ وتطییب القلب بالمساعدۃ
ان امور مین لوگون سے موافقت صحبت و معاشرت کی خوبی سے ہی اسلئے کہ مخالفت وحشت لاتی ہی
اور ہر قوم کی ایک رسم ہوتی ہی اور بالضرورت لوگون کے ساتھ انکی عادت کا برتاؤ کیا جائے جیسا
کہ حدیث مین وارد ہوا خصوصاً وہ عادتین جنمین اچھا برتاؤ اور نیک سلوک اور موافقت سے دل [illegible]

کرنا ہو یہان تک کہ فرمایا کذلک سائر انواع المساعدات اذا قصد بہا تطییب القلب واصطلح علیہا جماعۃ فلا بأس بمساعدتہم علیہا بل الاحسن المساعدۃ الا فیما ورد فیہ نہی لا یقبل التاویل ایسی مساعدت کی ساری قسمین جبکہ اوس سے دل خوش کرنا منظور ہو اور کچھ لوگون نے وہ روش قرار دے لی ہو تو اونکے موافق ہوکر اوسپر عمل کرنا کچھ مضائقہ نہین رکھتا بلکہ موافقت کرنا ہی بہتر ہے مگر جس امر مین شرع سے ایسی نہی آگئی ہو جو قابل تاویل نہین عین العلم مین ہے الاسراع بالمساعدۃ فیما لم ینہ عنہ وصار معتادا بعد عصرہم حسنۃ وان کان بدعۃ جس امر مین شرع سے نہی نہ آئی اور صدر اول کے بعد معمول ہوا اوسمین موافقت کرکے لوگونکو خوش کرنا اچھا ہے اگرچہ بدعت ہی سہی ۔ فقیر غفر اللہ تعالی لہ نے رسالہ جمال الاجمال لتوقیف حکم الصلاۃ فی النعال مین یہ مضمون بہت حدیثون سے ثابت کیا اور دکہا کہ یہ مقصود شرع کے ہی مطابق ہے ۔ مگر جن لوگون کو مقاصد شریعت سے کچہ غرض نہین اپنی ہوائے نفس کے تابع ہین وہ خواہی نخواہی ذرا ذرا سی بات مین مسلمانون سے اولجھتے اور اونکی عادت وافعال کو جنپر شرع سے اصلا ممانعت ثابت نہین کرسکتے ممنوع وناجائز قرار دیتے ہین حاشا کہ اونکی غرض حمایت شرع ہو حمایت شرع چاہتے تو جن امور کی تحریم وممانعت مین کوئی آیت وحدیث نہ آئی خواہ مخواہ بزور زبان اونہین گناہ ومذموم ٹھہرا کر شرع مطہر پر افترا کیون کرتے قال اللہ تعالی ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ہذا حلال وہذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون ۝ بلکہ صرف مقصود حضرات عوام مسلمین مین تفرقہ ڈالنا اور براہ تلبیس وتدلیس اپنے لئے ایک جدا روش نکالنا اور اوسکے ذریعہ سے اپنی شہرت کے سامان جمع کرنا ہے اگر وہی مسائل بیان کرین جو تمام علمائے اسلام فرماتے ہین تو ان جیسے اور اُن سے بہتر ہزارون لاکھون ہین یہ خاص کرکے کیونکر گنے جائین ۔ ہان جب یون فتنہ ڈالین اور نیا مذہب نکالین گے تو آپ ہی نزدیک ودور معروف ومشہور ہو جائینگے ۔ آخر نہ دیکھا کہ امام علامہ عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی نے حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ مین فرمایا کہ امام اجل قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے

خروجہ عن العادة شہرة ومکروہ یعنی جس جگہ جو طریقہ لوگوں میں رائج ہی اوسکی مخالفت کرنا اپنے آپ کو مشہور بنانا اور شرعاً مکروہ وناپسند ہی۔ اسی طرح مجمع بحار الانوار مین منقول ہی ھو علی عادة البلدان فالخروج عنہا شہرة ومکروہ اسیکو مولنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ شرح مشکوۃ مین ناقل ہین کہ خروج از عادت اہل بلد موجب شہرت است ومکروہ است رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین من لبس ثوب شہرة البسہ اللہ یوم القیمۃ ثوب مذلۃ ثم یلہب فیہ النار جو شہرت کا لباس پہنے اللہ تعالیٰ اوسے روز قیامت ذلت کا کپڑا پہنائے پھر اوسمین آگ بھڑکا دی جائے رواہ ابو داود وابن ماجہ عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسند حسن۔

بلا وجہ عادت مسلمین کا خلاف کرنا سوا اپنی شہرت چاہنے نکو بننے اور اس وعید شدید کے مستحق ہونے کے اور کس غرض پر محمول ہوسکتا ہی اللہ تعالیٰ مسلمانون کو توفیق رفیق عنایت فرمائے آمین"

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ النبی الامی
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

دیکھئے یہ وہ تحریر ہی جسمے مولنا احمد رضا خانصاحب نہایت زورون پر لکھ رہے ہین کہ جو امر اہل اسلام مین متوارث ہو وہ بے اصل نہین اور اوسکے خلاف کرنا مسلمانون مین نفاق پیدا کرنا اور اپنی شہرت چاہنا ہی۔ پس جب امور دینیہ مین اسقدر تاکید شدید ہو تو امور شرعیہ مین نئی شاخ پیدا کرنا اور احادیث رسول وفقہاء کرام کے اقوال کی تاویل بعید کرکے اپنی بات قائم رکھنا مسلمانون مین نفاق پیدا کرنا ہی۔

اب مین اول جناب مولوی محمد عبد السلام صاحب جبلپوری کے دوازدہ گانہ سوالات درج کرتا ہون اور اوسکے بعد اونکے وہ جوابات جو مولانا مولوی محمد عبد العلیم صاحب حنفی مدظلہ العالی نے دیئے ہین حوالہ قلم کرتا ہون ناظرین انصاف بین امر حق کا موازنہ فرمالین۔

سوالات دوازدہ گانہ

منجانب مولوی حافظ محمد عبدالسلام صاحب جبلپوری یکے از شاگردان جناب مولانا احمد رضا خانصاحب بریلوی

سوال ۱ - حدیث شریف سنن ابی داؤد عن السائب بن یزید رضی اللہ عنہ قال کان یوذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد وابی بکر وعمر یہ حدیث آپ کے نزدیک مقبول ہے یا مردود۔ بر تقدیر ثانی وجہ رد معقول منتقد بالاصول مستشہد بالمنقول مستند بالدلیل المعقول تصریح تام بیان فرمائیے۔

سوال ۲ حدیث مذکور کے معارض کوئی دوسرے حدیث جو آپ کے یہاں اذان ثانی جمعہ کے لئے علی ما انتم علیہ مستدعی الانفصال عن المنبر یا منبی عن تحدید العندیہ اور حدیث شریف بالا کے قطع بین المراد روشن نص صریح ہو۔ بحوالہ کتاب صفحہ ونشان کے ساتھ مع اثبات وجہ ترجیح بیان فرمائے

سوال ۳ ہمارے ائمہ محققین فقہا معتمدین کے ارشادات صحیحہ وتصریحات سنیہ جلیہ کہ اقامت اندرون مسجد ہونا ضروری ہے اور اذان منارہ پر یا مسجد کے باہر والی زمین متعلق مسجد میں دیجائے اندر مسجد کے اذان نہ کہی جائے کہ داخل مسجد اذان دینی مکروہ ہے فتاوی عالمگیریہ میں ہے ینبغی ان یوذن علی المئذنۃ او خارج المسجد ولا یوذن فی المسجد الخ فتح القدیر میں ہے الاقامۃ فی المسجد ولا بد واما الاذان فعلی المئذنۃ فان لم یکن ففی فناء المسجد وقالوا لا یوذن فی المسجد۔ وفیہ هو ذکر اللہ فی المسجد ای فی حدودہ لکراہۃ الاذان فی داخلہ اھ اسی طرح اور بھی نصوص کتب متداولہ معتبرہ مستندہ فقہیہ صاف صاف عموما بلا استثناء بلا قید وارد ہیں جنمیں جمعہ وغیرہ کسیکی تخصیص نہیں اگر کتب معتمدہ مذکورہ یا دیگر کتب متداولہ معتبرہ میں آپ کے طور پر کہیں تخصیص یا استثناء اذان ثانی جمعہ پر ایسی تصریح جلی یا اور کوئی روشن نص فقہی ہو تو بحوالہ کتب صفحہ ونشان بیان فرمائیے۔ بغرض فیما نحن فیہ کے خلاف ومعارض جو کچھ پیش کیجئے وہ واضح وروشن نص ودلیل شرعی وتصریح فقہی ہو نہ کہ زوائد استطرادی یا تمویہ سفہی

سوال ۴ فتاوی عالمگیریہ میں ہے الاذان سنۃ لاداء المکتوبات بالجماعۃ اھ ہدایہ میں ہے الاذان

سنۃ للصلوۃ الخمس والجمعۃ اھ ان عبارات وغیر ہا نصوص فقہیہ سے جبکہ مکتوبات وفرائض یعنی نماز پنجگانہ اور جمعہ کے لئے اذان کا سنت ہونا ثابت ہوا اور حکم مشروعیت سب اذانوں کو متحد ویکسان ٹھہرا اور پھر بحسب اطلاق تصریحات متقدمہ بالا مسجد کے حکم منع وکراہیت سے اخراج آپکے پاس کس دلیل وتصریح جلی پر مبنی ہے بتوضیح تام بیان فرمائیے۔

سوال دربارہ اذان ثانی جمعہ الفاظ فقہیہ بین یدی الامام۔ بین یدی المنبر عند اذان المنبر علی المنبر عند المنبر یہ کل الفاظ اپنے اپنے موقع پر نصًا وارد ہیں یا انہیں سے بعض نصًا اور بعض استطرادًا۔ علی الاول لفظ علی المنبر پر عدم عمل اور اوسکے منع ترجیح پر آپکے پاس کونسی نص ہے جس نے موذن کو آپکے ساتھ منبر پر چڑھکر اذان دینے سے باز رکھا۔ جب فتاوی عالمگیریہ میں سواء کان علی المنبر موجود ہے تو پھر آپکے طور پر آپکے یہاں اس علی المنبر پر کیوں عمل مہجور ومفقود ہوا۔ بمقتضاء ما انتم فیہ آپکے یہاں تو بنا برعلی ہذا موذن کو خطیب کے ساتھ منبر پر چڑھکر اذان دینا چاہیئے۔ اپنے طور پر نص ودلیل وحکم شرعی رکھکر مخالفت وترک عمل کی وجہ وجیہہ بیان کیجائے۔

سوال علی الثانی علیحدہ علیحدہ تعیین کرکے اپنے معہودہ عند المنبر کا قطعی مفاد۔ اور بین یدی المنبر اذا الخطیب کا عرفی مستفاد۔ اور جو کچھ اوس سے یہاں شرعی مراد ہو بغور وتامل سوچ سمجھکر مدلل مع الشواہد ظاہر فرمائیے۔ پھر ہر ایک میں بحسب ما انتم فیہ یعنی تخصیص اتصال منبر وتعیین کیفیت وکمیت محدودہ وقت عندیہ پر نص ودلیل شرعی وتصریح فقہی لائیے۔

سوال اذان ثانی جمعہ جو خطیب کے سامنے منبر کے آگے امام کے مواجہہ میں دیجاتی ہے اور بنا بر تعدد وانقسام محل بیان تقسیم استطرادی میں عرفًا اذان منبر یا عند المنبر کہلاتی ہے اور بحسب ما نحن فیہ بحیثیت حضور ومناسب المقام اوسی بین یدی المنبر نصی سے تفسیر پائی ہے اور یہی جمعہ کی اصلی اذان ہے جو عہد قدس حضور اطہر وانور صلی اللہ علیہ وسلم وسیدنا صدیق اکبر وفاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہما میں تھی اور پھر زمانہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم وخلفاء راشدین رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین سے اتبک متوارث چلی آتی جمعہ کی دونوں اذانوں میں جبکہ یہی اذان غیر محدث وزائد متوارث بر سبیل سنیت اصل اور باعتبار متعدد کے

اذان اول قرار پائی کما فی غنیۃ المستملی الاول باعتبار المشروعیۃ وھو الذی بین یدی المنبر لانہ الذی کان اولا فی عہدہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وزمن ابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما حتی احدث عثمان الاذان الثانی علی الزوراء الخ وفی الکفایہ فانہ ھو الاصل الذی کان علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکذلک فی عہد ابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما فلما کسل الناس فی عہد عثمان رضی اللہ عنہ زاد النداء علی الزوراء اھ وفی الشامی ویؤذن ثانیا بین یدیہ علی سبیل السنیۃ اھ تو پھر آپ اذان اصلی اور اول متوارث بر سبیل سنیت کو حکم اذان سنیت للمکتوبات سے کس بنا پر خارج کرتے ہیں کیا اس تخصیص بلا مخصص ور مخالفت نصوص و تصریحات و قواعد مذہب کی وجہ محض ضد و نفسانیت واتباع ہوا نہیں قال اللہ تبارک وتعالیٰ ولا تتبع الھوی فیضلک عن سبیل اللہ وقال ربنا عز وجل ومن اضل ممن اتبع ھواہ بغیر ھدی من اللہ

سوال فتاوی عالمگیریہ کی اس عبارت کا مطلب بیان فرمائے والمعتبر فی الاذان بعد الزوال سواء کان علی المنبر او علی الزوراء۔ زوراء مدینہ منورہ کے کسی خاص معین محل و مقام کا نام ہے یا نہیں اگر کہئے ہاں تو عالمگیری کے اس علی الزوراء کے نسبت کیا فرمائیگا۔ جبکہ مسئلہ اذان اول کے متعلق کسو پہلو پر آپکو ایسا اتفاق پیش آئے جواب ہے۔ کیا علی الاتم فیہ آپکے طور پر وہاں بھی فتاوی عالمگیریہ اسی طرح بدنام کیا جائیگا اور زوراء غیر معین بنا کر علی العموم دنیا بھر کی مساجد وجوامع کیساتھ مطابق آپکے اس نص مزعوم عالمگیری کے باندھا جائیگا۔ ذرا انصافانہ غور فرمائیے۔ حق واضح ہے

سوال محققات ومسلمات سنیہ رضیہ مرضیہ مذہب مہذب کے مقابل ضوابط شرع مطہر کے برخلاف ضرب اغلوطات فضول حدیث مقبول ومعمول فحول سے عدول بنص شرعی وتصریح فقہی سے اعراض ونکول مستنبطات اہل حل وعقد وامور ثابتہ بالاصول پر وہمی تفوہات لاطائل ومن نقار نفسہ ہوائی تحکمات نامعقول آیا آنجناب کے نزدیک بہ اہل حق وہدایت کا معمول اور شیوہ علماء اولی الابصار والعقول ہو سکتا ہے یا نہیں نص قرآنی وارشاد رحمانی عز وجل ان یتبعون الا الظن وما تھوی الانفس ولقد جاءھم من ربھم الھدی کو ملحوظ رکھکر بتصریح تام تحریر فرمائیے۔

سوال مجتہدات وشرعیات اصلیہ وفرعیہ کے بابت المجتہد قد یخطی وقد یصیب مسلمات ومصرحات کتب عقائد سے ہی۔ ونیز بڑے بڑے جلیل القدر پیشوایان دین وملت کا مسائل شرعیہ مین بعد وضوح حق معمول سابق سے رجوع مشہورات سے ہی۔ ہمارے اکابر واجلہ مجتہدین وائمہ علمائے اعلام محققین کے اپنے ایک امر معمول ومختار سے ایک مدت کے بعد دوسرے امر محقق کی طرف رجوع فرمانے کے نظائر کتب معتبرہ دینیہ مین بکثرت موجود ہین۔ اگر کسی مسئلہ مین ایک شخص کا ذہول وبے خبری یا عدم تحقیق وبے غوری کیوجہ سے یا محض دیکھا دیکھی بنا بر مجرد اعتماد وکثرۃ عمل ورواج عوام کچہ کا کچہ معمول رہا پھر ایک مدۃ کے بعد اوسپر حق واضح ہوا۔ اوسنے حق کی طرف اپنے کو رجوع کیا تو اب بعد ثبوت وتحقیق اوسکی خطا وغلطی وعلم وتنبہ خلاف واقعیۃ اوس معمول کے اوسکی حق پسندی ورجوع الی الصواب وتبدیل عمل بروجہ واقع وثابت من حیث الدلیل والتصریح کو شنیع وقبیح سمجھنا۔ اور اوسپر طعن وتشنیع کرنا اور بے حجت وبرہان محض وہمیات بے سروپا وتفوہات بیجا۔ وتقولات متسفہ سے اوسکا ابطال چاہنا آپکے نزدیک ایا مقتضائے اہتدا ودیانت وحقانیت ہی یا معاذ اللہ سراپا ضد وحق پوشی وباطل کوشی ومخالفت حق وہدایت وانفسانیت قال اللہ تبارک وتعالی فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذین ہدیٰہم اللہ واولئک ہم اولوا الالباب اس نص قرانی وارشاد سبحانی وبشارۃ رحمانی عزوجل پر نظر انصاف ڈالئے اور رجوع الی الحق والصواب کی قدر ومنزلت وشان عزۃ پہچانئے پھر جواب باصواب مبرہن عطا فرمائے

سوال مذہب مہذب امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ مین بحسب نصوص فقہیہ وتصریحات ائمہ محققین حنفیہ۔ نماز جنازہ مسجد مین مکروہ ہی۔ جیسا کہ کتب متداولہ معتبرہ سے واضح ہی اور برخلاف اسکے مکہ معظمہ مین نماز جنازہ خاص مسجد حرام ہی مین ہوتی ہی کما لا یخفی ہمارے پاس تو اسکی وجہ مقدر جو کچہ ہو وہ ہی لیکن آپکے طور پر آپسے دریافت کیا جاتا ہی۔ کہ اب یہان ہندوستان مین اسکے متعلق عمل با موافق کتاب وفی مذہب کے کیا جاوے یا بطور مشہور مکہ معظمہ کے۔ مدلل بالتصریح بیان فرمائیے

سوال مذہب مقدس سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ مین مصر شرط صحت واداے جمعہ ہے

لا مصر کی حد غیر مزیف و معتمد۔ صحیح و معتمد و مختار و مفتی بہ موافق ظاہر الروایہ وہ ہے جو ہدایہ فتاویٰ
قاضیخان۔ قدوری۔ کنز۔ فتح القدیر۔ عنایہ۔ عینی۔ چلپی۔ عالمگیری۔ شرنبلالی وغیرہا کتب معتمدہ
مذہب میں مصرح ہے۔ بہرحال ہمارے ائمہ محققین فقہائے معتمدین فرماتے ہیں کہ نماز جمعہ [illegible]
میں جسپر کسی طرح حد مصر و تعریف بلد صادق نہ آسکے درست و جائز نہیں۔ ہدایہ میں ہے لا تصح
الجمعۃ الا فی مصر جامع او فی مصلی المصر ولا تجوز فی القریٰ اھ مجمع الانہر میں ہے حتی لا
تجوز فی المفاوز ولا فی القریٰ اھ عینی میں ہے فلا تجوز فی قریۃ ولا مفازۃ اھ باوجود ایسی
منع صریح اور عدم صحت و جواز کی تصریح کے۔ ہندوستان کے گاؤں کھیڑوں میں نماز جمعہ کی
عام طور پر مروج ہے۔ جز ایسے چند ہی نفوس کے پابند مذہب سبحان حق و صواب وہی باخبر از فقہ
کار نمازی مسلمان ایسے ہونگے اور نکلینگے جو قریوں میں رہکر وہاں نماز جمعہ نہ پڑھتے ہوں۔ اور کثیرون
میں نماز جمعہ کو جائز سمجھتے ہوں تو آپکے طور پر آیا یہ ناجائز رواج عوام دلیل شرعی اور شرع مطہر
کا اصل عام ٹھہر سکتا۔ اور نصوص فقہیہ کا معارض بنکر بدلیل ضد و نفسانیت و کتمان حق تصریحات
شرعیہ پر مرجح قرار پا سکتا ہے یا نہیں۔ امید کہ براہ کرم و عنایت ان سوالات دوازدہ گانہ
کو بغور کامل ملاحظہ فرماکر ہر ہر سوال کا جواب باصواب مفصل مدلل و مبرہن بدلائل شرعیہ فقہیہ
صاف صاف واضح طور پر معرض تحریر میں لائیے اور ایک ہفتہ کے اندر مرحمت فرمائیے فقط

المکلف

خادم اہلسنت عبدالشکور عفا اللہ عنہ ابن سیدنا العلام مولانا محمد عبدالکریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ
ساکن جبلپور۔

جواب سوال اول

حدیث سائب بن یزید قال کان یوذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جلس
علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد و ابی بکر و عمر صحیح نہیں ہے اس روایت میں محمد بن اسحاق واقع
ہے جسکے نسبت نقاد رجال نے اشہد ان محمد بن اسحاق کذاب و انظر الی دجال من الدجاجلۃ وغیرہ وغیرہ

فرمایا ہے پس یہ حدیث قابل احتجاج نہیں ہے۔ بفرض تسلیم اسکے ساتھ حدیث بخاری جو ابی نمر سے وارد ہی کہ انہ سمع انس بن مالک یذکر ان رجلا دخل یوم الجمعۃ من باب کان وجاہ المنبر و رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان یخطب فاستقبل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قائما۔ ملائی تو صاف معلوم ہوگا کہ باب مسجد بالکل سامنے ممبر کے تھا نہ داہنے نہ بائین مگر پھر بھی غلبۂ ہے کہ یہان باب مسجد داخلی مراد ہو نہ خارجی اور یہی قوی ہی کیونکہ اوس سائل کا خطبہ کے حالت مین ہونیکی التجا کرنا صاف داخلی باب پر دلالت کرتا نہ خارجی پر کیونکہ خارجی باب سے پکارنا اور جاع العیال وھلکت الا موال کا التجا کرنا خارج عن القیاس ہی۔ غرض باب بیرونی مسجد اس حدیث مین مراد نہیں ہو سکتا اب رہا یہ کہ استناد حنفیہ کا کہ اول اذان خارج مسجد اور اذان عند الخطبہ داخل مسجد ہو وہ اس حدیث سے نہیں ہی بلکہ آیندہ حدیث سے ہی۔

جواب سوال دوم وسوم تعلیق الممجد حاشیہ امام محمد مین ہی ان عمر امر موذنین ان یوذنا للناس یوم الجمعۃ خارجا من المسجد یسمع الناس وامران یوذن بین یدیہ کما کان علے عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس سے چار امور معلوم ہوئی۔ اول یہ کہ اذان اول خارج مسجد ہونا چاہئے دوسرے یہ کہ اوس سے اصلے غرض اعلان ہی تاکہ لوگ حاضر ہو کر نماز جمعہ بجماعت ادا کرین۔ خارجا من المسجد اور یسمع الناس سے ان دونوں کی صاف تصریح ہی تیسرے یہ کہ اذان خطبہ داخل مسجد تھی نہ باہر چوتھے یہ کہ مقصود اوس اذان داخلی سے اعلان لحضور الجماعۃ نہیں ہی ورنہ یسمع الناس بعد بین یدیہ کے ہوتا یا اوسکا اعادہ ہوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اذان خطبہ حضوری جماعت کے لئے نہیں ہی جس سے مقام بلند اور منارہ کی ضرورت ہو اسیوجہ سے فقہا بالاتفاق اس اذان کے لئے بین یدی الخطیب۔ بین یدی المنبر۔ عند المنبر علی المنبر فرماتے ہین۔ اگر اس سے اعلان مقصود ہوتا تو خارجا من المسجد اور منارہ کی تخصیص کرتے اور عام کو مقید کرتے ولیس کذلک بل لا یوجد لہ اثر فی الکتب المعتمدۃ۔ اس تقریر سے صاف معلوم ہوا کہ جس مقام پر اعلان مقصود ہوگا۔ وہان منارہ وجاے بلند ہونا مناسب ہوگا اور

جہان اعلان مقصود نہوگا وہان اسکی ضرورت نہین ہی پس عبارت عالمگیری ینبغی ان یؤذن علی المنذنۃ الخ کا مطلب اس سے نہایت واضح ہوگیا۔ اور یہ بھی اس سے واضح ہوگیا کہ مسئلہ اذان اول جمعہ اور مسئلہ اذان خطبہ دو مسئلہ مستقلہ ہین آپمین استثنا کی ضرورت نہین ہے کیونکہ استثنا اوسکو کہتے ہین کہ صدر کلام کو جو حکم شامل ہو اوس سے کچھ افراد کو خارج کرین پس صورت متنازعہ مین اذان پنجگانہ وجمعہ کے احکام اذان خطبہ کو اصلا شامل نہین ہین کیونکہ اول سے اعلان مقصود ہی اور دوسری سے اعلان مقصود نہین ہی عبارت غنیۃ المستملی وان تعددت الفوائت اذن للاولی واقیم وفیما بعدہا یقام لکل واحدۃ وتخییر فی الاذان الا الاولی للاجتماع وقد حصل بالاولی وغیرہ کی آپمین نص صریح ہی۔ بلکہ یہ دونون اذان مختلف النوع ہین جنکے اغراض مختلف ہین یعنے اول اذان جمعہ سے حضور ی ادای جمعہ مقصود ہی اور علی اصح المذہب ترک بیع وشرا اور وجوب سعی اسیر مترتب ہی۔ اذان خطبہ پر چونکہ مسئلہ کی بنا اور مدار اسی تفریق ہی جس سے لوگون کو مغالطہ ہوا ہی اسواسطے مین فی الجملہ توضیح سے اسکو بیان کرنا مناسب جانتا ہون تاکہ سائل کا شبہہ رفع ہوجاسے اور مغالطہ سی محفوظ رہے

پس جاننا چاہئے کہ جیسے حیوان جنس اور انسان نوع اہل منطق کی اصطلاح مین ہی اسی طرح اصول فقہ مین انسان جنس اور مرد وعورت نوع ہین کیونکہ نوع وہ ہی کہ جسکے اغراض مختلف ہون مثلا مرد سے غرض یہ ہی کہ سیاست کرے اور جماعت وجمعہ قائم کرے اور وہ امور جو مردون کے متعلق ہین انجام دی اور عورت اس غرض کے لئے ہی کہ اوس سے توالد وتناسل کا سلسلہ قائم رہے اور امور خانہ داری کی متکفل ہو وغیرہ وغیرہ اسی طرح مطلق اذان جنس ہی اور اوسکے بہت سے انواع ہین مثلا پنجگانہ وجمعہ کی اذان اس سے اعلان مقصود ہی تاکہ لوگ حاضر ہوکر باجماعت ان فرائض کو ادا کرین یہ ایک نوع ہی۔ دوسرے اذان خطبہ یہ محض حاضرین کے خطبہ سننے کیلئے ہی تاکہ یہ لوگ سکوت اختیار کرکے خطبہ سننے مین ہمہ تن مصروف ہوجائین یہ دوسرے نوع ہی۔ تیسری نوع اذان بعد الولادۃ ہی جس سے یہ غرض

ہی کہ لڑکا ارضی وسماوی آفات سے محفوظ رہے اور پہلے پہل اوسکی کانون مین خدا کی ذات اور اوسکی کبریائی کی صدا پڑے یہ نوع تیسری ہی۔ چوتھی اذان مہموم کی ہی جو اوسکے کانون مین کہی جایگی جس سے غرض ازالۂ غم وہم ہی یہ چوتھی نوع ہی۔ پانچوین اذان بعد الدفن ہے اس سے مقصود خدا کی یاد دہانی اور فرشتون کے ہولناک منظر کا دفعیہ ہی یہ پانچوین نوع ہی چھٹی اذان دفع شیاطین کے لئے ہی جو ہولناک مقام مین کہی جاتی ہی جس سے دفع مکائد شیاطین مقصود ہی علی ہذا القیاس اور بھی اسکی انواع ہین جنکے اغراض جداگانہ ہین اور انکی مقامات بھی مختلف ہین کہین منارہ پر کہین خطیب کے سامنے کہین کانون مین کہین قبر کے پاس کہین ہولناک مقام مین۔ الغرض ہر ایک نوع جداگانہ ہی اور اونکی اغراض مختلف۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہی کہ ہر ایک نوع کے لئے منارہ اور خارج مسجد شرط ہی ہرگز نہین ہرگز نہین پس جسنے اذان اداے فرائض اور اذان خطبہ کو ایک کہا اوسنے چند غلطیان کین۔ اول غلطی یہ کی کہ اُسنے جنس کو نوع کہا۔ دوسری غلطی یہ کی انواع مختلف کے احکام کو نوع واحد کے احکام سمجھا تیسری غلطی یہ کی کہ بین یدی کے معنی مین سخت دہوکا کھایا جو قریب کے معنی ہین اونکو بعید پر حمل کیا چوتھی غلطی یہ کے کہ باوجود مغالطہ مین پڑنے کے دوسرون کو بھی مغالطہ مین ڈالا۔ پانچوین غلطی یہ کی کہ امت مرحومہ کے متبعین سنت اور ماہرین فقہا کو اہوا و پیرو نفس امارہ کہا چھٹی غلطی یہ ہی کہ اذان مروجہ مشروعہ کو رواج و رسم ہند قرار دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

جواب سوال چہارم وپنجم وششم

الاذان سنۃ لاداء المکتوبات بالجماعۃ اور عبارت ہدایہ الاذان سنۃ للصلوۃ الخمس والجمعۃ اور اسی طرح اور کتب معتمدہ کی عبارات کا نہایت واضح تر مطلب یہ ہی کہ اذان مسنون ہے اور اوسکی سنیت اس غرض سے ہی کہ لوگ حاضر ہوکر فرائض پنجگانہ اور جمعہ ادا کرین اور ظاہر ہی کہ اذان اول اسی غرض کے لئے نہین ہی ورنہ استماع خطبہ نصیب ہوتا اور سنن فوت ہو جاتین بلکہ اکثر ونکو نماز بھی نصیب ہوتی پس اذان ثانی استماع خطبہ کے لئے ہی نہ اداء مکتوبات کیلئے

اوران عبارتون سے صاف یہی معلوم ہوتا ہی کیونکہ اگر اس سے اعتبار تعدد ہوتا تو مصنفین یون فرماتے الاذان سنۃ للصلوٰۃ والجمعۃ والخطبۃ ولیس کذلک۔ یہی وجہ ہی کہ باب الاذان مین علی المئذنۃ وعلی المنارۃ فرماتے ہین اور جب نوبت اذان خطبہ کی آتی ہی تو بین یدی الخطیب بین یدی المنبر عند المنبر علی المنبر فرماتے ہین پس جنہا اذان خطبہ کو اذان جمعہ پر قیاس کیا اور سینے علاوہ اون غلطیونکے جو جواب سوال سابق مین گذر چکے ایک فاش غلطی یہ کی کہ جمہور بلکہ اجماع کیا کی خلاف کہ عامہ فقہا بین یدی الخطیب پر جری بالتوارث وہذا لک جری التوارث کی دلیل پیش کرتے ہین جیسا ہدایہ عالمگیری غنیہ حسن شرنبلالی وغیرہ وغیرہ مین موجود ہی کما ہو مذکور فی الکتب الفقہیہ یہ نہین فرماتے کہ جری بہ توارث الہند یا توارث عوام الہند۔ اس سے کالشمس علے رابعۃ النہار روشن ہی کہ یہ طریقہ بین یدی الخطیب وعند المنبر کا زمانہ صحابہ سے تا ایندم جاری ہی نہ رواج ہند یا عوام ہند اور یہ توارث شرعی ہی نہ توارث رواجی۔

باقی رہی تحقیق لفظ بین یدی کی جو باعث مغالطہ ہے پس جاننا چاہیئے کہ اس لفظ کا استعمال ایسی شئی پر کیا جاتا ہی جو کسی شئی کے قریب ہو اور دونون ہاتھون کے درمیان مین ہو نہ داہنی نہ بائین نہ پیچھے۔ تفسیر کشاف مین علامہ جار اللہ زمخشری فرماتے ہین وهذه اللفظة بين يديه يقال لجهة مداننة من جهة من اضيف اليه مجاورته لبدنه یعنی بین یدی کا لفظ جسکے طرف مضاف ہوتا ہی اوسکی جہتہ قریب پر جو اوسکے بدن کے مجاور ہو۔ بولتی ہین۔ اور سورہ حجرات مین لکھتے ہین وحقيقة جلست بين يدى فلان اى بحلس بين الجهتين المسامتتين ليمينه وشماله قريبا منه فسميت الجهتان بين يدين لكونهما على سمت اليدين مع القرب بينهما توسعا كما يسمى الشئ باسم غيره اذا جاوره وداناه فى غير موضع اه اور شرح نصیح مروی میں ہی بین یدیہ ای بین یدے الجہتین المسامتتین لیمینہ وشمالہ قریبا منہ اور یہہ لکھتے ہین والحق بين الايدى والقرب امران اضافيان فالاشبه والتهما الى العرف اه اور جامع الرموز مین ہی بین یدیہ ای بین الجهتين المسامتتين ليمين المنبر والامام و

یسارہ قریبا منہا ہ یہ عبارت صاف وصریح باآواز بلند پکار رہی ہین کہ قریب ہو اور محاولہ
اور منبر اور امام کے قریب ہو اور دیوان علی مین ہے ہ وبین یدی محتبس طویل
کانی قد دعیت لہ کانی ۔ یعنے میرے سامنے طولانی امید ہے معلوم ہوتا ہے کہ گویا مین
اسی کے لئے بلایا گیا ہون ۔ اسکے یہ معنی نہین ہوسکتی ہے کہ امید مجھسے فاصلہ پر ہے اور تہذیب الاسما
واللغات مین ہے عن ابی بکر بن عیاش قال مات اخو سفیان الثوری فاجتمع الناس الیہ
لعزائہ فجاء ابوحنیفۃ فقام الیہ سفیان واکرمہ واقعدہ مکانہ وقعد بین یدیہ کیا
اسکے یہ معنی ہین کہ سفیان ثوری ابوحنیفہ رح کو اپنی جگہ پر بٹھا کر اور خود مودب ہو کے سامنے منتہا ے
نظر پر جا بیٹھے اور حدیث شریف مین ہے عن عائشہ کنت انام بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ورجلای فی قبلتہ فاذا سجد غمزنی فقبضت رجلی اور اذا صلی احدکم الی شیئ
یسترہ من الناس فاراد احد ان یجتاز بین یدیہ فلیدفعہ فان ابی فلیقاتلہ فانما
ھو شیطان اور کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یغدو الی المصلی والعنزۃ بین یدیہ
یحمل وینصب بالمصلی بین یدیہ فیصلی الیہا اور خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حلۃ
حمراء ثم صلی الی العنزۃ بالناس رکعتین ورایت الناس والدواب یمرون بین یدی
العنزۃ اور لو یعلم المار بین یدی المصلی ماذا علیہ لکان ان یقف اربعین خیر الہ من ان یمر
بین یدیہ علامہ زیلعی نے نصب الرایہ کی بحث احادیث المرور بین یدیہ مین لکھا ہے اذ لا یقال لمن مر
بین یدیہ کذا الشیئ و یمر من وراء السترۃ اسیطرح صدہا اور ہزارہا مقام پر وارد ہوا ہے
پس یہ احادیث بہت صاف کہتی ہین کہ یہ لفظ قریب پر استعمال کیا جاتا ہے نہ بعید پر ۔ اور حضرت عائشہ
کو انحضرت کا اپنے ہاتھ سے دبوچنا اور ان سیدہ کا پانون سمیٹ لینا بلا قریب کے ہو نہین سکتا
اسی طرح سترہ کا قریب ہونا اظہر ہے ۔ البتہ کسقدر قریب ہونا چاہئے اسکے تفسیر امام نووی رحمۃ اللہ علیہ
خود فرماتے ہین کہ ینبغی ان یدنو من السترۃ ولا یزید علی ما بینہما علی ثلاث اذرع یعنی
مناسب ہے کہ سترہ کے قریب مصلی ہو اور تین ذراع کے فاصلہ سے زائد نہو ولھذا امرنا بالقرب من

السترة اور پہر فرماتے ہین وفیہ ان السنۃ قربہا المصلی من السترۃ یعنی اس حدیث سے یہ بہی معلوم ہوا کہ سترہ سے مصلی کا قریب ہونا سنت ہے۔ الحاصل ان عبارات سے لفظ بین یدی کی تحدید معلوم ہو گئی کہ یہ لفظ گویا جنس و فصل سے مرکب ہے یعنی جہت بجائے جنس کے اور مسامتین اور قرب بجائے فصل کے ہوئی پس یہ ایک ماہیت مرکبہ ہوئی اور اس معنی مین خاص ہوئی اور حکم خاص کا قطعی ہوتا ہے پس دوسری معنی کا احتمال اسمین نہین ہو سکتا اسیواسطے مجتہدین اور ماہرین فقہا کے کلام مین سوائے لفظ بین یدی کے کوئی قید داخل و خارج و قریب و بعید کے نہین پائی جاتی ہے کیونکہ سوائے اس معنی خاص کے دوسری امر کا احتمال ہی نہین ہے اور جن لوگون کو اسمین تدبر کرکے تحقیقات کی نوبت نہین آئی وہ اسکو عام کرکے داخل و خارج و قریب و بعید کی قید لگاتے ہین ولیس کما ظنوا۔ اسی سے اون اجلہ فقہا اور غیر ماہرین کی قابلیت اور مہارت کا اندازہ بہی معلوم ہوتا ہے نہا و اللہ اعلم بالصواب

بین جب اس لفظ کی تحقیق معلوم ہوئی تو معلوم ہوا کہ اسی معنی کے عنوان کو فقہا کبہی بین یدی الخطیب اور کبہی بین یدی المنبر اور کبہی عند المنبر اور کبہی علی المنبر کیساتھ تعبیر کرتے ہین اور حقیقت مین مفاد ایک ہی بلکہ رتی بہر کا بہی فرق نہین ہے پس اگر کوئی شخص منبر کے زینہ پر چڑہکر روبروی خطیب اذان کہے یا اوسکے نیچے یا اوسکے قریب تو بہی کوئی فرق نہو گا اور وہی مسنون طریقہ باقی رہیگا۔ رہا یہ کہ اسکا رواج نہین ہے تو اسکا رواج ہونا نہ شرعی امر ہے کہ خواہ مخواہ کیا جاے اور نہ اس سے کوئی شرعی امر فوت ہوتا ہے اور نہ اسکی رواج ہونے سے کوئی شرعی اصل قائم ہو گی پس امور مخیرہ مین خواہ مخواہ ایک امر معین کی تکلیف دینا حد شرع سے قدم باہر نکالنا ہے ومن یتعد حدود اللہ فاولئک ہم الخاسرون کا مصداق بننا ہے استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ

جواب سوال ہفتم

قبل اسکے معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت خلیفہ ثانی امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانہ یا خلیفہ ثالث امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے خلافت مین اذان اول کا رواج خارج مسجد یا زورا پر جاری ہوا اور دوسری اذان بین یدے الخطیب داخل مسجد ہونے لگی جیسا جواب دوم مین آن عمر اذن موذنین آہ سے ظاہر ہوا بلکہ داخل مسجد سرور عالم کے زمانہ مین بہی رواج رہا جیسا جواب

اول مین بحوالہ حدیث بخاری گزرچکا اسی پر تمام بلا انکار کے کاربند رہے۔ پہر اس زمانہ کے
بعد تمام اہل اسلام از فقہا تا عوام پہر اوسکی بعد تبع تابعین سے الی یومنا ہذا اسی طریقہ مرضیہ کے پابند
رہے اور اجلہ فقہانے اسکی تصریح بہی کردی کہ احکام اذان یعنی حرمت بیع وشرا اور وجوب سعی
اول اذان پر مترتب ہوگئے اور اوسپر جری بالتوارث کے دلیل بہی پیش کردی اور اسیکو صحیح اور
اصح اور معتبر اور مفتی بہ تحریر فرمائی اگرچہ اس مضمون سے عامہ کتب مملو ومشحون ہین مگر ہم چند کتب کی
عبارت اس مضمون کے تائید مین پیش کردیتے ہین تاکہ اسکی صحت معلوم ہوجائے فتاوٰی تاتارخانیہ
مین ہے وذکر شمس الائمۃ الحلوانی وشمس الائمۃ الکردری ان الصحیح المعتبر ہو الاذان الاول بعد
دخول الوقت فی المنافع سواء کان بین یدی المنبر او علی الزوراء وبہ کان یفتی الفقیہ ابو
القاسم البلخی وقال الحسن بن الزیاد الاذان علی المنارۃ ہو الاصل وقال صاحب شرح الطحاوی
والاذان قبل الطلوع وعلی المنارۃ محدث وزیادۃ اعلام لمصلحۃ الناس اھ اور درمختار مین ہے ووجب
سعی الیہا وترک البیع ولو مع السعی وفی المسجد اعظم وزرا بالاذان الاول فی الاصح وان لم یکن فی
زمن الرسول صلی اللہ علیہ وسلم بل فی زمن عثمان رضی اللہ عنہ اھ اور ہدایہ مین ہے اذا صعد
الامام المنبر جلس واذن المؤذنون بین یدی المنبر بذلک جری التوارث ولم یکن علی عہد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ہذا الاذان ولہذا قیل ہو المعتبر فی وجوب السعی وحرمۃ البیع
والاصح ان المعتبر ہو الاول اذا کان بعد الزوال لحصول الاعلام بہ اور کفایہ مین اول کے معتبر ہونے
کی یہ دلیل پیش کرتے ہین لانہ لو انتظر الاذان عند المنبر یفوتہ اداء السنۃ وسماع الخطبۃ اور عالمگیری مین
یجب السعی ویکرہ البیع عند اذان المنبر والمعتبر اول الاذان بعد الزوال سواء کان علی المنبر او علی الزوراء اھ
اسی مضمون کے قریب عامہ کتب معتمدہ مین ہے بوجہ طوالت کے عبارات اور کتب کے نقل نہین کی گئین۔ ان عبارات
سے معلوم ہوا کہ اذان اول احکام مین اصل ہے اور یہی مفتی بہ اور صحیح اور معتبر ہے اور اوسکی مروج خلیفہ ثالث رضی اللہ عنہ
ہین یا خلیفہ ثانی پس جسکے مروج خلیفہ ثانی وثالث ہون اور تمام فقہا اوسکو اصل قرار دین اور احکام
اذان اوسپر مترتب ہونے کو فرمادین اوسکے عاملین کو کوئی کہہ سکتا ہے یہ لوگ پیرو نفس امارہ ہین اور ضد
ونفسانیت سے اسپر عمل کرتے ہین لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اسپر سائل کا یہ فرمانا کہ اسکی وجہ کیا محض ضد

اور نفسانیت واتباع ہوا نہین ہے اور آیۂ شریفہ ولا تتبع الہوی فیضلک الخ اور من اضل ممن اتبع ہواہ تلاوت
کرنا عجب لاطائل بات ہے جسکو تمام فقہا سنت کہین اور اوسپر توارث کی دلیل پیش کرین اوسکی پیروی نے
کا نام اتباع ہوا ہی افسوس کہ سائل نے نادانستگی سے کہ سبب ان رجب کے زیادتی کی کہ متبعین سنت کو تبع
ہوا قرار دیا۔ اللہم اغفر لقومی فانہم لا یعلمون

جواب سوال ہشتم

عبارت عالمگیری وغیرہ مین لفظ علی الزوراکا جو مدینہ منورہ مین ایک بازار کے بلند مقام کا نام ہے علی
سبیل التمثیل لائی ہین جس سے مراد خارج مسجد ہے اوسپر دلیل یہ ہے کہ یہ کتب احکامی ہین نہ واقعاتی کہ
انکے مصنفین واقعات مقام خاص سکے بیان کرین صدہا مقام پر احادیث تخصیص مقام وار دہوئی
ہین مثلا امر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بقتل احد ان ینزع عنہم الحدید۔ الجلود وان یدفنوا
بدمائہم وثیابہم کیا اسکا یہ مطلب ہوگا کہ یہ احکام محض قتلی احد کے لئے ہین نہ دوسرون کے لئے اور
عن آبی اللحم انہ رای رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عند حجار الزیت یستسقی و ہو مقنع بکفیہ یدعو
کیا اسکا مطلب ہوگا کہ احجار الزیت مین استسقا جائز ہوگا اور جگہ نہین علاوہ اسکی اگر سائل مختصرات
اصول کو اوٹھا کر دیکھ لیتا کہ تخصیص الشئ باسمہ العلم لا یدل عندنا علے النفی عما عداہ والا یلزم
الکفر والکذب فی قول محمد رسول اللہ لانہ یلزم ان لا یکون غیر محمد علیہ السلام رسولا وذلک
کفر وکذب تو یہ کلمہ نہ فرماتا اور لاطائل الفاظ سے احتراز کرتا۔

جواب سوال نہم

اس سوال مین سوائی الفاظ لاطائل ور فضولیات کے کوئی بات قابل جواب کے نہین ہے جو تحریر کیجاے۔ باقی مسئلہ
مبحوث عنہا آیات قرآنی اور احادیث متعددہ اور اقوال فقہا ومحاورات عرب سے مدلل کر دیا گیا ہی ماننے اور نہ ماننے
کا اختیار سائل کو ہے اور اعتدال سے گزر کر زبان درازی سے کام لینا سائل کے شایان شان نہین ہے
واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

جواب سوال دہم

المجتہد قد یخطی ویصیب لانہ لیس بمعصوم بہت صحیح اور مسلم الثبوت ہی اسی بنا پر بعض مسائل مین جب دلائل قویہ معلوم ہوئین
تو حضرات مجتہدین رضی اللہ تعالے عنہم نے اقوال سابقہ سے رجوع کی ہی۔ رہا مسئلہ مبحوث عنہا یہ تو ایسا صحیح اور قطعی
ثابت کر دیا گیا ہی کہ مخالفین کو دم مارنے کی جگہہ باقی نہین رہیگی سائل اور اوسکی ہمزبان اگر اپنے قول کے
سچے اور یستمعون القول فیتبعون احسنہ کے پابند ہونگے تو آئندہ قول سابق سے رجوع کرینگے صدا ہماری کا نون

مین پہونچیگی ورنہ غیر مقلدین کیطرح زبان سے بکنا اور کاربند ہونا ولقیولون بافواہہم مالیس فی قلوبہم کا مصداق بننا ہے۔ نعوذ باللہ من تلک الفضولیات

جواب سوال یازدہم

نماز جنازہ کی مسجد مین حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہے اور بلاشبہہ مکروہ ہے لیکن اور مذہب مین جائز ہے اور چونکہ مکہ معظمہ مین ائمہ اربعہ کے متبعین موجود ہین پس وہ لوگ اپنی طریقہ کے موافق نماز جنازہ مسجد مین پڑھتے ہین اور اگر حنفیہ کے طریقہ کے موافق ہوتا یا صدر اول سے اوسکا تعامل ہوتا تو حنفیہ ضرور اوسکے موافق ہندوستان مین کاربند ہوتے پس جب حنفیہ باوجودیکہ اسکا رواج اشرف البقاع او ارض مقدسہ مین ہے مگر اپنے طریقہ کے خلاف ہونے سے اسکی پابندی نہین کرتے تو ہندوستان کے رواج کی پابندی کب کرینگے مگر خواہ مخواہ سائل مسئلہ مبحوث عنہا مین حنفیہ کو رواج اور رسم ہند کا پابند رہا ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار ؎ مرزا بے تامل بگفتار دم ، نکو گوی گر دیر گوی چہ غم۔

جواب سوال دوازدہم

احکام شرعیہ کے اصول آٹھ ہین۔ کتاب اللہ۔ سنت رسول اللہ۔ اجماع امت۔ قیاس احکام شریعت سابقہ جو بلا انکار وارد ہین۔ تعامل یعنے صدر اول سے بلا انکار منکر رواج جاری ہے قول صحابی۔ استحسان لیکن چار اواخر کا مرجع چار اوائل کی طرف ہے اسلیے چار اوائل اصل قرار دیے گئے ہین مثلا شریعت سابقہ کے احکام اگر کتاب اللہ مین بیان کی گئی ہین تو کتاب مین داخل ہین اور اگر سرور عالم صلعم سے سرزد ہوے ہین تو داخل سنت ہین و عمل درآمد داخل اجماع ہے اور قول صحابہ اگر مدرک بالرای ہے تو داخل قیاس ہے ورنہ داخل سنت اور استحسان داخل قیاس ہے۔ پس اگر کسی امر کی اصل ان مین سے ہے تو داخل احکام شرعی ہے ورنہ نہین۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ کوئی ناجائز رواج عوام یا خواص کا اصل شرعی نہین ہوگا بلکہ باطل و لغو ہوگا۔ واللہ اعلم ما نطق

کتبہ ابو الامجد محمد عبد العلیم الاعظمی مدرس مدرسہ چشمۂ رحمت غازیپور حفظہ اللہ عن الفتن والشرور

باہتمام خاکسار محمد احمد حسین مالک و مہتمم برنج غوثیہ پریس شہر غازیپور بماہ اگست سنہ ۱۹۰۹ء مطبوع گردید